کہ ہماری تعداد میں جتنا اضافہ ہو گیا ہے اس کے لحاظ سے ہمارا دعوت کا کام بہت کم اور کمزور ہے۔ اضافہ کے لیے جو تدابیر بس میں ہیں، وہ اختیار کر رہے ہیں۔ آپ تعاون بھی کریں، اور دعا بھی۔ جماعت کوئی مجرد وجود نہیں۔ ہمارا، آپ کا نام جماعت ہے۔ ہمارا آپ کا دعوتی کام مضبوط ہو گا تو جماعت کا دعوتی کام خود بخود مضبوط ہو گا۔

نماز اور قربانی کی حوالے سے مولانا حمید الدین فراہیؒ کا مضمون (مئی ۹۴) پڑھ کر قربانی کے بارے میں چند سوالات ذہن میں ابھرے ہیں: مضمون میں کہا گیا ہے کہ "نماز میں زبان اور اداؤں کے ذریعہ سے ایمان کا اقرار کیا جاتا ہے۔ اور قربانی میں اسی ایمان کی تصدیق جان دے کر کی جاتی ہے"

۱۔ کیا ہم ابھی تک اقرار پر ہی گزارا کر رہے ہیں۔ جان کی قربانی کا وقت کب آئے گا، یعنی ہم اپنے ایمان کی تصدیق کب کریں گے؟

۲۔ کیا پاکستان کے مسلمانوں پر کشمیر کے مسئلے پر اب بھی جہاد (قتال) فرض نہیں ہوا؟ اسی طرح کشمیر، بوسنیا وغیرہ کے حوالے سے آپ کے پاس کیا پروگرام ہے؟ براہ کرم رہنمائی فرمایئے کہ میں کیا کروں۔

۱۔ جان اسی وقت دی جائے گی جب جان طلب کی جائے۔ ہزارہا صحابہ کے لیے یہ موقع نہیں آیا، لیکن وہ اپنے ایمان میں صادق تھے۔ جب تک وہ موقع نہیں آتا، اس وقت تک ہر وقت جان دینے کے لیے آمادگی اور آرزو ضروری ہے۔ اس کی علامت قربانی ہے۔ پھر اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے تو ہزار بار اپنی خواہشات، پسند ناپسند اور مرغوبات کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ یہ بھی قربانی ہے، اور اپنے ایمان کی تصدیق کے زمرہ میں آتا ہے۔ یہ سوء فہم ہو گا اگر کوئی یہ سمجھے کہ ہر شخص جب تک جان نہیں دے گا اس کے ایمان کی تصدیق نہ ہو گی۔

۲ قتال کے لیے چند شرائط ہیں۔ جب وہ شرائط پوری ہو جائیں تو ہر شخص پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ پھر بھی سب میدان جنگ میں جا کر قتال نہیں کرتے۔ فی زمانہ تو اگر ایک آدمی میدان جنگ میں لڑتا ہے، تو اس کے پیچھے سو آدمی درکار ہوتے ہیں جو اس کا لڑنا ممکن بناتے ہیں۔

اس وقت کشمیر اور بوسنیا سے باہر جو جماعتیں وہاں کے جہاد کے بارہ میں مخلص ہیں، ان کے لیے جہاد میں شرکت کا راستہ یہی ہے کہ وہ وہاں کے مجاہدین کو ہر طرح کی مادی، مالی، اخلاقی اور سیاسی مدد پہنچائیں۔ اور وہاں کے کمانڈر جس حد تک نفری کے طلب گار ہوں اس حد تک وہ بھی پہنچائیں۔

(خرم مراد)